

# 1 معاشی صورتِ حال

## 1.1 تعارف

1- پاکستان میں مزید ایک سال معاشی سرگرمیاں دہی رہیں اور عمومی گرانی مالی سال 07ء کے بعد پہلی بار یک ہندی ہوگئی۔ اجناس کی عالمی قیمتوں میں نرمی اور توانائی کے اہم نرخوں (مثلاً گھریلو استعمال کی گیس اور سی این جی) میں کمی اور قدرے مستحکم شرح مبادلہ کی وجہ سے گرانی کی اوسط شرح م 13ء میں گر کر 7.4 فیصد ہوگئی (جبکہ م 12ء میں 11 فیصد تھی)، جو سال کے ہدف 9.5 فیصد سے کافی نیچے تھی۔ گرانی میں کمی سے اسٹیٹ بینک کو اپنا پالیسی ریٹ گھٹانے کا موقع ملا اور اگست 2012ء میں اسے 300 بی پی ایس کم کر کے 9 فیصد کر دیا گیا جو آخری بار م 07ء میں دیکھا گیا تھا۔

2- تعمیراتی سرگرمیوں میں بھرپور نمو اور چند ذیلی شعبوں کی استعداد میں اضافے سے م 13ء کے دوران صنعتی شعبے کو فائدہ ہوا لیکن یہ نمو ہدف سے ذرا کم تھی (جدول 1.1)۔ عالمی نرخوں سے پاکستان کا درآمدی بل قابو میں رکھنے میں مدد ملی اور برآمدات میں کسی قدر بہتری آئی۔ مزید یہ کہ توقع سے بڑھ کر اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم کارکنوں کی ترسیلات زر کی معتدل نمو سے جاری حسابات کا خسارہ گھٹ کر م 13ء میں جی ڈی پی کے 1.0 فیصد کے مساوی رہ گیا جبکہ پچھلے سال 2.4 فیصد تھا۔

3- ان سازگار حالات کے باوجود سلامتی کے بڑھتے ہوئے مسائل اور مسلسل ساختی کمزوریاں معاشی نمو کے راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ اتحادی سپورٹ فنڈ تو بنیادی طور پر افغانستان میں نیٹو ممالک کو (ہماری مسلح افواج کی جانب سے) فراہم کردہ خدمات کے عوض رقم کی واپسی ہے، تاہم پاکستان پر اس جنگ کا معاشی بوجھ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم سے خاصا زیادہ ہے۔ انسانی جانوں کے زیاں کے علاوہ اس جنگ نے ملک میں امن و امان کی صورت حال کو مزید بگاڑ دیا ہے جس سے سرمایہ کاری کا ماحول متاثر ہوا ہے، معاشی سرگرمیوں میں بار بار خلل پڑنے کے باعث پیداواری نقصانات ہوئے ہیں، وسائل کارخ سلامتی کی بہتری کی جانب موڑنا پڑا ہے، افرادی قوت اور بعض کاروباری ادارے ملک سے نقل مکانی کر گئے ہیں اور مالیاتی حکام کے محاصل اکٹھا کرنے کے عمل پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

4- ساتھ ہی سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے انتظام کی مشکلات، ٹیکس نیٹ کو بڑھانے، غیر ہدفی زراعت کو قابو میں رکھنے، شعبہ توانائی میں چوری اور رساؤ سے نمٹنے، نجی شعبے کی بحالی اور دستاویزیت بڑھانے کے معاملات م 13ء کے دوران زیادہ تر جوں کے توں رہے۔ نتیجتاً ملک کی مالیاتی کارکردگی دوران سال بہتر نہیں ہوئی۔

5- گذشتہ سال کی طرح بجٹ خسارہ م 13ء کے ہدف سے بڑے فرق کے ساتھ تجاوز کر گیا کیونکہ حقیقی خسارہ جی ڈی پی کے 8 فیصد کے برابر تھا جبکہ ہدف 4.7 فیصد رکھا گیا تھا۔ نتیجتاً مالکاری کے حصول کا دباؤ سال بھر پالیسی سازی پر حاوی رہا۔ پچھلے برسوں کی طرح ٹیکسوں کی ناقص وصولی اور صوابدیدی اخراجات حدود سے باہر نکلنے کا سلسلہ نمایاں رہا۔ مسلسل تیسرے سال حکام کو گروٹی قرضہ ادا کر کے شعبہ توانائی کو چھٹکارا دلانا پڑا جس سے مالیاتی خسارے ان برسوں کے اہداف سے کہیں بڑھ گئے (باب 5، شکل 5.1)۔

6- بیرونی رقوم کی آمد کم ہونے کی وجہ سے مالیاتی خسارے کی مالکاری کا تمام تر بوجھ ملکی وسائل خصوصاً بینکاری نظام پر پڑ گیا۔ دوران سال حکومت نے کمرشل بینکوں سے 939.6 ارب روپے اور اسٹیٹ بینک سے اضافی 506.9 ارب روپے قرض لے لیے۔ اس طرح پاکستان کا ملکی قرضہ 19 کھرب روپے بڑھ گیا جو م 12ء کے آخر سے 24.6 فیصد زیادہ ہے۔

7- بیرونی رقوم کے فقدان کے باعث قدرے مختصر جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنے میں بھی مشکلات پیش آئیں۔ مالی کھاتے میں (جو پاکستان میں جاری کھاتے کو پورا کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے) دوران سال صرف 0.3 ارب ڈالر کی خالص رقم آئی جبکہ پچھلے سال 1.3 ارب ڈالر اور م 10ء میں 5.1 ارب ڈالر آئے تھے۔ دیکھئے جدول

1.3۔ اس کے ساتھ آئی ایم ایف کو قسٹوں کی ادائیگی کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر آخر جون 2013ء تک 6 ارب ڈالر رہ گئے جو 55 ماہ کی پست ترین سطح ہے۔ چنانچہ یہ امر باعث حیرت نہیں کہ پاکستانی روپے کو جون 2013ء میں کچھ دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔

## 1.2 مالی سال 13ء کا جائزہ

### حقیقی پیداوار کا شعبہ

8۔ حقیقی جی ڈی پی نمو 3.6 فیصد تھی جبکہ م س 12ء میں 4.4 فیصد رہی تھی۔ دوران سال گنجائشی زری پالیسی اور مالیاتی اخراجات کے توسیعی اثر کے پیش نظر یہ نمو مایوس کن تھی۔ تینوں شعبوں نے معاشی نمو میں حصہ ڈالا تاہم صنعتی شعبے کی بہتری زراعت اور خدمات کی سست روی کی وجہ سے تلف ہوگئی (جدول 1.1)۔ زراعت جو جی ڈی پی کے بیس فیصد سے زائد کی حامل ہے، م س 13ء میں اس کی نمو ہدف سے نیچے یعنی 3.3 فیصد رہی۔ چھوٹی فصلوں کی تیزی سے بحالی اور گلہ بانی کی مسلسل نمو، اہم فصلوں کی سستی کے باعث مدہم ہوگئی (باب 2)۔

جدول 1.1: معاشی اظہار			
نمو فیصد میں			
م س 13ء	م س 13ء ہدف	م س 12ء	
3.6	4.3	4.4	حقیقی جی ڈی پی
3.3	4.0	3.5	زراعت
3.5	3.8	2.7	صنعت
3.7	4.6	5.3	خدمات
4.0	-	5.8	صرف
1.3	-	1.7	سرمایہ کاری
7.4	9.5	11.0	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت
			بطور فیصد جی ڈی پی
-1.0	-1.9	-2.4	جاری کھاتے کا توازن
-8.0	-4.7	-8.5	مالیاتی توازن <sup>1</sup>
63.3	-	64.3	سرکاری قرضہ
1 اس میں شعبہ بجلی کے گزشتہ قرضے کے تصفیے کے لیے م س 12ء اور م س 13ء میں کی گئی بیکاری ادائیگیاں شامل ہیں۔			
ماخذ: بینک دولت پاکستان اور پاکستان دفتر شماریات			

9۔ گئے کے سوا تمام دیگر اہم فصلیں (گندم، چاول اور کپاس) سالانہ اہداف سے نیچے رہیں، بلکہ چاول اور کپاس میں بسال بسال پستی آئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں زرعی شعبہ کئی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے: (1) غیر یقینی موسمی حالات (جیسا کہ بار بار سیلابوں سے ظاہر ہے) اہم فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں، (2) اوسط یافتہ جمود کا شکار ہے یا کم ہو رہی ہے، (3) پاکستان کو پانی کی قلت کا شکار ملک قرار دیا گیا لیکن پانی کا ذخیرہ بڑھانے

اور دریائے سندھ سے آنے والے نہری پانی کی مؤثر تقسیم (اور استعمال) کو بہتر بنانے کے لیے کچھ نہیں کیا گیا، (4) خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت نے کاشتکار کی کھاد کی موزوں ترین مقدار استعمال کرنے کی استعداد گھٹا دی ہے، اور (5) زراعت کے طریقے بہت زیادہ روایتی ہیں کیونکہ کاشتکاروں نے مٹی کی تیاری کے جدید طریقے اور بیجوں کی تکنیکوں یا مشینوں کا استعمال کرنا شروع نہیں کیا۔

10۔ صنعتی شعبے میں نمایاں ترین پیش رفت اشیا سازی میں تیزی تھی۔ اس میں م س 13ء میں 4.4 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ پانچ برسوں کی بلند ترین سطح ہے۔ اشیا سازی کی بحالی وسیع اہلیا تھی کیونکہ بڑی تعداد میں صنعتوں نے اس بحالی میں حصہ لیا (باب 2)۔ لوہے اور فولاد، ربڑ اور پلاسٹک اور کاغذ اور گتے کے شعبوں میں استعداد میں اضافہ خوش آئند تھا جبکہ درآمد شدہ خام مال (پام آئل، ربڑ، کونکھ وغیرہ) کی کم قیمتوں کے باعث بہتر مارجن اور متبادل توانائی میں (خصوصاً بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی جانب سے) سرمایہ کاری نے بھی اس نمو میں اپنا کردار ادا کیا۔

11۔ اس شعبے کو ایک متحرک تعمیراتی شعبے کے اثرات سے بھی فائدہ ہوا۔ کارکنوں کی ترسیلات کا کچھ حصہ تعمیراتی سرگرمیوں میں مدد دے رہا ہے جبکہ بقیہ قابل استعمال آمدنی بڑھاتا ہے۔

12۔ شعبہ خدمات نے بھی بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا جس کا بڑا سبب ٹیلی مواصلات کا شعبہ تھا۔ خدمات فراہم کرنے والوں کے درمیان زبردست مسابقت، گئے چینلز کے بڑھتے ہوئے استعمال اور موبائل خدمات میں تعطل جیسے ضوابطی مسائل، ہم کارڈ کو ریگول انز کرنے کے سلسلے اور اضافی ٹیکس نے شعبہ ٹیلی مواصلات کے قدر اضافی

میں کمی کردی ورنہ یہ بہت متحرک شعبہ تھا (باب 2)۔ شعبہ مالیات و بیمہ میں پچھلے سال کی نسبت بلند نمو دیکھی گئی تاہم اس سے زیادہ تر کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری کی عکاسی ہوتی ہے۔ اگر مرس 14ء کے دوران حکومتی قرض گیری قابو میں رکھی گئی تو اس نمونہ کی رفتار کم ہوگی۔

13- ایشیا سازی میں بہتری کے باوجود مجموعی سرمایہ کاری سست رہی۔ مرس 13ء میں سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب 14.2 فیصد تھا جو مرس 12ء کی شرح 14.9 فیصد سے کم ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مرس 13ء میں نجی سرمایہ کاری کم ہو کر جی ڈی پی کے 8.7 فیصد تک رہ گئی جو ملک کی ضروریات پوری کرنے کی سطح سے بہت نیچے ہے۔ اس ملک میں جہاں نوجوان آبادی 2 فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہی ہے، نجی شعبے میں روزگار پیدا کرنے کے عمل کو ترجیح دی جانی چاہیے تاکہ ہر سال روزگار کی دنیا میں آنے والے افراد کے لیے گنجائش پیدا ہو سکے۔ کام کرنے والی آبادی کی نمو کو جذب کرنے کے لیے نجی شعبے میں روزگار کی ضرورت کے پیش نظر 7 فیصد کی پائیدار معاشی نمو لازمی ہے تاکہ سماجی اظہار یے بہتر ہو سکیں اور غربت کی سطح کم ہو۔<sup>1</sup>

14- حالیہ برسوں کے دوران شرح سرمایہ کاری میں کمی متعدد عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے: توانائی کی قلت، سلامتی کے خدشات، کمزور معاہداتی نفاذ اور مسلسل مالیاتی رساؤ۔ پس حیرت کی بات نہیں کہ 'کاروبار کرنے کی آسانی' کے بارے میں ایک حالیہ رپورٹ میں پاکستان کو 185 ممالک کی فہرست میں 107 ویں نمبر پر رکھا گیا جو 2012ء کی پوزیشن سے تین درجے کم ہے۔ 'بجلی حاصل کرنے' کے حوالے سے پاکستان پانچ درجے نیچے ہو کر 171 ویں نمبر پر آ گیا۔<sup>2</sup>

#### شعبہ توانائی

15- توانائی کی قلت حکومت کی پالیسی کی ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ بونڈ لگ بھگ 10 کھرب روپے پچھلے دو برسوں (مرس 12ء اور مرس 13ء) کے دوران بجلی کے شعبے کے گرجی قرضے کو چکانے اور غیر بدنی زراعت میں استعمال ہوئے ہیں۔ تاہم بجلی سے متعلق سرکاری اداروں میں وسائل کے زیاں کو کم کرنے کے لیے کچھ پالیسی اقدامات کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ باب 3 میں بحث کی گئی، شعبہ توانائی کی اصلاحات تعطل کا شکار ہو گئیں: شعبہ بجلی سے متعلق پی ایس ایز کی تشکیل نو، تقسیم میں لائن لاسز اور پیداوار کی سطح پر ناقص کارکردگی پر قابو پانے باصاف کے نرخوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں محدود پیش رفت ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرتی گیس کو بجلی کی پیداوار سے ہٹا کر کم پیداواری استعمال (مثلاً سی این جی) میں لگانے کے ناموزوں فیصلے کے باوجود تھرمل پیداوار کی اضافی لاگت صارفین کو منتقل نہیں کی گئی۔ چنانچہ بجلی کے تمام گھر یلو صارفین (خصوصاً زیادہ خرچ کرنے والے) متمول استعمال کنندگان) کو حکومت زراعت دیتی رہی ہے۔ بجلی کا یہ غیر پیداواری استعمال (بمقابلہ صنعتی و تجارتی استعمال کنندگان) جی ڈی پی نمو میں رکاوٹ کا سبب بنا ہے خصوصاً چھوٹے اور درمیانے درجے کے ایشیا سائز یونٹ متاثر ہوئے ہیں جہاں صنعتی شعبے میں سب سے زیادہ روزگار ہے۔<sup>3</sup>

16- وعدے کے مطابق نئی حکومت نے آخر جون 2013ء کے قریب گرجی قرضہ چکانے کے لیے فوری اقدامات کیے اور بیشتر صارفین کے لیے بجلی کی زراعت مرحلہ وار کم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ حکومت پر تنقید کے بجائے نرخوں کو مناسب سطح پر لانے کے اقدام کو سراہا جانا چاہیے۔ تاہم گھر یلو صارفین کے لیے نرخوں میں اضافہ عدالتی کارروائی کی وجہ سے عارضی طور پر روک دیا گیا جبکہ بجلی کی پی ایس ایز کی اصل تشکیل نو مؤخر ہو گئی۔ چونکہ بجلی کے ضابطہ کار (نمبر 1) نے کہا ہے کہ پاکستان میں بجلی کی قلت 2018ء تک جاری رہنے کا امکان ہے (باب 3) اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ نہ صرف ریاست کی ملکیت میں موجود چینیکو ز اور ڈسکوز کی غیر موثر کارکردگی کے حوالے سے بلکہ توانائی (یعنی بجلی، گیس اور تیل) کو زیادہ پیداواری استعمال کنندگان کو پہنچانے کے لیے بھی فعال اقدامات درکار ہیں۔

17- ہماری دانست میں قدرتی گیس کی غلط شعبوں کو فراہمی کے مسئلے سے بھی بنگامی طور پر نمٹنا جانا چاہیے۔ یہ عمل وزارت پٹرولیم و قدرتی ذخائر (جو گیس کی مقداریں مختص کرتی ہے) اور وزارت پانی و بجلی (جس نے گیس کا فی مقدار میں نہ ملنے کے باعث فرس آئل سے بجلی پیدا کرنا شروع کر دی ہے) کے بجائے صرف ایک وزارت توانائی سے سہولت انجام پائے گا۔<sup>4</sup>

1 مضمونہ بندی کمیشن کے تیار کردہ معاشی مؤخریم ورک میں نشاندہی کی گئی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو جذب کرنے کے لیے پاکستان کی جی ڈی پی نمو 7 فیصد ہونی چاہیے۔

2 تفصیلات کے لیے دیکھئے: <http://www.doingbusiness.org/data/exploreconomies/pakistan/>

3 بجلی کے استعمال کی پیداواریت کا حساب لگانے کے لیے ہم جی ڈی پی کو دوران سال استعمال ہونے والی بجلی سے تقسیم کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ لگ بھگ کتنی بجلی کا استعمال معاشی سرگرمیاں پیدا کرتا ہے۔ توانائی کے باب میں **مطل** 3.4 سے ظاہر ہے کہ پاکستان میں بجلی کے استعمال کی پیداواریت یکساں سطح پر آگئی ہے لیکن جنوبی ایشیا میں پاکستان کے ہمسایہ ممالک حال ہی میں بجلی کا استعمال زیادہ موثر طور پر کرنے لگے ہیں۔

4 ایک متحدہ وزارت توانائی قائم کرنے کی سفارش 2008ء میں وزیر اعظم کی ناسک فورس برائے توانائی نے پیش کی تھی اور بعد میں 2013ء میں ایشیائی ترقیاتی بینک نے اس کی توثیق کی۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے منشور کا حصہ بھی ہے۔

## گرانی

18- جیسا کہ پہلے زیر بحث آیا، گرانی کے سلسلے میں مثبت صورت حال پیدا ہوئی تھی۔ م س 13ء میں ایک ہندسی گرانی سال کے آغاز پر توقعات سے خاصی کم تھی۔ اس مثبت کیفیت کا سبب مقررہ نرخوں میں کمی اور اجناس کی گرتی ہوئی عالمی قیمتیں تھیں جن کے نتیجے میں گرانی کی توقعات کم کرنے میں مدد ملی۔ جیسا کہ باب 4 میں کہا گیا، اسٹیٹ بینک کی جانب سے سروسز سے پتہ چلتا ہے کہ گھرانے گرانی کے امکانات کو ابندھن کی خوردہ قیمتوں سے منسلک دیکھتے ہیں جبکہ تجارتی ادارے پاکستانی روپے کی موجودہ اور متوقع قیمت پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ چونکہ پٹرولیم مصنوعات اور پاکستانی روپیہ دونوں م س 13ء کے دوران مستحکم رہے اس لیے گرانی کی توقعات دوران سال کم رہیں۔ اس کی تصدیق اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارفین سروے سے بھی ہوتی ہے جو ہر دو ماہ بعد کیا جاتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ گرانی کی کم ہوتی ہوئی توقعات ملک بھر میں دیکھی گئیں۔ بہر حال پٹرولیم کی قیمتوں میں حالیہ اضافے اور پاکستانی روپے کی کمزوری نے ستمبر 2013ء کے اعتماد صارفین سروے کو متاثر کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رواں سال گرانی کی توقعات بڑھ رہی ہیں (م س 14ء کے امکانات)۔

## مالیاتی پالیسی

جدول 1.2: مالیاتی کارکردگی			
ارب روپے			
م س 13ء			
ماہنامہ	اپریل	اپریل تا ستمبر	م س 12ء
مجموعی حاصل	2,982.4	3,233.9	2,566.5
ٹیکس حاصل	2,199.2	2,503.6	2,052.9
سی بی آر ٹیکس	1,936.1	2,381.0	1,881.5
غیر ٹیکس حاصل	783.2	733.3	513.6
مجموعی اخراجات	4,816.3	3,203.0	3,936.2
اخراجات چارہ	3,660.4	2,611.9	3,122.5
سودی ادائیگیاں	991.0	925.8	889
زرعانت	367.5	208.6	512.3
دفاع	540.6	545.4	507.2
پی ایس ڈی پی	695.1	360.0	664.8
خالص قرض گاری	362.8	0	12.0

19- زوال پذیر نجی سرمایہ کاری کی بنا پر حکومت کے پاس اتنی مالیاتی گنجائش نہیں تھی کہ نجی سرمایہ کاری لانے کے لیے سرکاری سرمایہ کاری بڑھائی جائے۔ ہماری دانست میں بڑھتی ہوئی مالیاتی کمزوری پاکستان کے ساختی مسائل کو سنگین سے سنگین تر کر رہی ہے۔ پالیسی کی توجہ روز افزوں مالیاتی فرق کو پورا کرنے پر مرکوز ہونے کی وجہ سے اتنا وقت (اور وسائل) نہیں بچتا کہ شعبہ توانائی کے مسائل سے نمٹا جائے، ملک کا طبعی انفراسٹرکچر بنایا جائے اور اس کی دیکھ بھال کی جائے، انتظام قرضہ کی موزوں حکمت عملی پر عملدرآمد کیا جائے، غیر معیاری سماجی خدمات بہتر بنائی جائیں، قانون کے نفاذ میں بہتری لائی جائے، بدعنوانی کا قلع قمع کیا جائے اور طویل مدت نجی سرمایہ کاری کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کی جائیں۔

20- سال کے آغاز میں جس مالیاتی استحکام کی منصوبہ بندی کی گئی تھی وہ محاصل میں کمی اور اخراجات متجاوز ہونے کی بنا پر ممکن نہ ہوا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، م س 13ء کا بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 8 فیصد تھا جبکہ ہدف 4.7 فیصد تھا۔

اس میں صوبوں کی متاثر کن کارکردگی شامل ہے کیونکہ انہوں نے م س 13ء میں مجموعی طور پر 52.7 ارب روپے کا فاضل درج کیا (جبکہ م س 12ء میں 39.1 ارب روپے کا خسارہ ہوا تھا)۔

21- ابتدائی تخمینے کے مطابق محاصل م س 13ء میں 31.7 فیصد کی شرح سے بڑھنے تھے جبکہ گذشتہ پانچ برسوں (م س 08ء تا م س 12ء) میں 14.9 فیصد کا اوسط اضافہ ہوا تھا۔ دوران سال حکومت تخمینہ شدہ محاصل کا فقط 88.3 فیصد حاصل کر سکی۔ محاصل صرف 16.2 فیصد بڑھے۔ یہ کمی تمام ٹیکس وصولی کی پست نمو کی بنا پر ہوئی کیونکہ غیر ٹیکس محاصل اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم آنے کے باعث سالانہ ہدف سے تجاوز کر گئے تھے (جدول 1.2)۔

22- ٹیکس محاصل کی رفتار تیز نہ ہو سکی کیونکہ حکومت م س 13ء کے بجٹ میں مجوزہ ٹیکس اقدامات پر عملدرآمد نہ کر سکی۔ مزید یہ کہ ایف بی آر کی انتظامیہ میں بار بار تبدیلیوں کے ساتھ رساؤ کے مستقل مسئلے نے ادارے کی کارکردگی کو مفلوج کر دیا۔ اگرچہ کمزور معاشی سرگرمی کو بھی مورد الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے تاہم ٹیکس جی ڈی پی تناسب جو م س 12ء میں

10.2 فیصد تھا م س 13ء میں گر کر 9.6 فیصد رہ گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیقت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹیکس محاصل کی وصولی نامیہ جی ڈی پی کی پست نمو کی رفتار کے ہمراہ بھی نہ چل سکی۔ ہماری رائے میں ٹیکس جی ڈی پی کا منجمد تناسب (جو دنیا میں پست ترین تناسبات میں شامل ہے) مستحکم کلاں معیشت، جو بلند معاشی نمو کا سبب بنتی ہے، کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ زیادہ مساویانہ انداز میں ٹیکس وصولی بڑھانے کے لیے سیاسی عزم کے بغیر مالیاتی استحکام آنے کی امید نہیں، جیسا کہ م س 13ء میں ہوا۔

23- محاصل کی طرح اخراجات کے سلسلے میں رساؤ بھی مالیاتی حکام کو درپیش مسئلہ ہے۔ مجموعی اخراجات (جون 2013ء میں گردش قرضہ چکانے کے لیے کی گئی یکبارگی رقم سمیت) دوران سال 22.4 فیصد بڑھ گئے جبکہ 13.8 فیصد اضافے کا ہدف تھا۔ اس انحراف کے دو تہائی حصے کا باعث بلند تر جاریہ اخراجات (مثلاً قرض کی واپسی اور توانائی کی زر اعانت) تھے جو نئی وزارتوں کی محدود انتظامی لاگتوں پر حاوی رہیں۔

24- محاصل گھٹنے اور جاریہ اخراجات کے حدود سے تجاوز کرنے کے سبب کمزور معاشی سرگرمی کو تحریک دینے کے لیے کوئی مالیاتی گنجائش موجود نہ تھی۔ نتیجتاً مجموعی خرچ میں ترقیاتی اخراجات کا حصہ م س 13ء میں گر کر 16.1 فیصد رہ گیا جبکہ پچھلے سال 18.6 فیصد تھا (باب 5)۔

25- اس میں شک نہیں کہ سودی ادائیگی، دفاع اور شہری نظم و نسق کے اخراجات میں کمی دشوار ہوتی ہے تاہم غیر بدنی زر اعانت اور پی ایس ایز کو خالص قرض گاری جیسے صوابدیدی اخراجات میں حدود سے تجاوز کسی قدر مایوس کن ہے۔<sup>5</sup> حقیقت یہ ہے کہ گھٹائے میں جانے والے پی ایس ایز اور غیر بدنی زر ہائے اعانت مالیاتی وسائل پر اتنا بڑا بوجھ بن گئے ہیں کہ آئی ایم ایف کے ساتھ حال ہی میں جس توسیعی فنڈ سہولت (EEF) پر دستخط ہوئے ہیں اس میں ان باہم مربوط شعبوں میں ہنگامی اصلاحات کو ترجیحی حیثیت دی گئی ہے۔ محصولاتی خسارہ (مجموعی محاصل اور جاریہ اخراجات کا فرق) م س 13ء میں جی ڈی پی کے 0.3 فیصد تک پہنچ گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وفاقی حکومت نہ صرف اپنے ترقیاتی اخراجات پورے کرنے کے لیے قرض لے رہی ہے بلکہ جاریہ اخراجات کا 10.46 فیصد پورا کرنے کے لیے بھی قرض لے رہی ہے۔

#### انتظام قرض

26- جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کو پورا کرنا اور اخراجات کی ضروریات میں توازن پیدا کرنا ملک میں پالیسی سازی پر حاوی رہا ہے۔ م س 13ء میں ملکی وسائل سے حکومتی قرض گیری دوران سال مجموعی مالیاتی خسارے سے حقیقتاً زیادہ تھی کیونکہ بیرون ملک سے رقوم کی ناکافی آمد کے باوجود خالص بیرونی قرض کی ادائیگیاں کرنی پڑیں (باب 6)۔ اس کے نتیجے میں ملکی وسائل پر بوجھ کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بہت کمی واقع ہوئی۔

27- بیرونی قرضہ جات و واجبات کا اسٹاک م س 13ء کے دوران 5.7 ارب ڈالر کم ہو گیا اور آ خر جون 2013ء میں 59.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ یہ ایک سال کے دوران ہونے والی سب سے بڑی کمی تھی جس کا بنیادی سبب آئی ایم ایف کے 2.9 ارب ڈالر کے قرضے کی واپسی اور جاپانی ین کی قدر میں کمی کے باعث 2.7 ارب ڈالر کا قدری فائدہ تھا۔<sup>6</sup>

28- ملکی قرضے پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قومی بچت اسکیموں (جو غیر بینک مالکاری کا اہم ترین وسیلہ ہے) کے ذریعے رقوم کی خالص آمد دگنی ہونے کے باوجود حکومت نے بینکاری نظام سے قلیل مدتی قرض گیری پر بہت انحصار کیا۔ اس مسئلے اور ذیل میں بیان کردہ نکات نے حکومت کے انتظام قرض، زرعی پالیسی کے عمل اور کمرشل بینکوں کے غالب قرض گیر (یعنی حکومت پاکستان) کے لیے اکتشاف کو پیچیدہ بنا دیا۔

● ملکی قرضہ جو پچھلے بجٹ خساروں کا مجموعہ ہے م س 13ء کے خاتمے تک 145 کھرب روپے تک پہنچ گیا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ 63.3 فیصد تھا جبکہ مالیاتی ذمہ داری و متحدہ قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت اس کی حد 60 فیصد تھی (باب 6)۔ مزید یہ کہ حکومت سال کی چار سو ماہیوں میں سے تین میں اسٹیٹ بینک سے صفر خالص

<sup>5</sup> بجلی پر زرخوں کے تفرق کی زر اعانت جو مجموعی زر اعانت کا حصہ ہے جاریہ اخراجات میں آتی ہے جبکہ تریلی انصانات کے عوض حکومت کی سماجی کو خالص قرض گاری شاکر کیا جاتا ہے۔

<sup>6</sup> آخر جون 2013ء تک ملک کے سرکاری و سرکاری متعلقہ بیرونی قرضے کا لگ بھگ 25 فیصد جاپانی ین میں تھا۔ م س 13ء کے دوران ین کی قیمت میں امریکی ڈالر کی نسبت 19.8 فیصد کمی ہوئی جس سے ملک کا بیرونی قرضے کا اسٹاک 2.7 ارب ڈالر کم ہو گیا۔

میزاویہ قرض گیری کی سہ ماہی حد کا وعدہ پورا نہیں کر سکی۔ ان حدود کی خلاف ورزی کے علاوہ حقیقی دشواری اس قرض کی پائیداری ہے۔ اگرچہ سرکاری قرض و جی ڈی پی کا تناسب دوران سال 100 پی پی ایس گر گیا ہے تاہم سرکاری قرض و ٹیکس محاصل کا تناسب (جو حکومت کی قرض ادا کرنے کی صلاحیت کا پیمانہ ہے) آخر م س 13ء تک 659 فیصد تک کمزور ہو گیا ہے جبکہ پچھلے سال 630 فیصد تھا۔ سودی ادائیگیوں کے بوجھ کے بارے میں اسی طرح کی جانچ خصوصی سیکشن 6.1 (قرضے کا جال)۔۔۔ حل جی ڈی پی نمونے میں شامل ہے۔

● بینکوں سے قلیل مدت قرض گیری پر بہت زیادہ دار و مدار کے باعث حکومت کے لیے شرح سود و اجرائے ثانی کے خطرات بے حد بڑھ گئے ہیں۔ آخر م س 13ء تک رواں قرضے (ٹی بلز) کا واجب الادا حجم 52 کھرب روپے تک پہنچ گیا جو اب مجموعی سرکاری قرضے کا 35.8 فیصد ہے۔ آخر م س 08ء تک یہ تناسب صرف 26.3 فیصد تھا۔ ٹی بلز کی قلیل مدتی نوعیت (زیادہ سے زیادہ ایک سال کی عرصیت) کے پیش نظر حکومت کو سال میں کم از کم ایک بار اس قرضے کا اجرائے ثانی کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ قلیل مدتی سیالیت میں تعطل یا کمرشل بینک کی قرض گاری میں تبدیلی حکومت کو مرکزی بینک کی مالکاری پر انحصار کرنے پر مجبور کر سکتی ہے جس سے موجودہ آئی ایم ایف پروگرام میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ م س 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں دیکھا گیا یہ اجرائے ثانی خطرہ حقیقت نہیں بنا کیونکہ حکومت کمرشل بینکوں کے ٹی بلز کا میعاد پوری ہونے پر اجرائے ثانی نہیں کر سکی۔ چنانچہ اسے اتنی رقم اسٹیٹ بینک سے قرض لینا پڑی۔ گزشتہ قرضے کے تصفیے کے ساتھ اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری چوتھی سہ ماہی میں 1530.7 ارب روپے بڑھ گئی۔ اس صورت حال میں ملکی سرکاری قرضے کے خاکہ عرصیت کو توازن میں لانے کی ضرورت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔

● قلیل مدت قرض گیری پر حکومت کا انحصار بھی طویل مدت نجی شعبے کی قرض گیری کے تعین نرخ کے حوالے سے خط یا فٹ کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ خط یا فٹ منصوبہ جاتی اور ڈھانچہ جاتی مالکاری کے تعین نرخ کے لیے نشاندہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ قلیل مدت قرضے (ایک سال سے کم عرصیت والے) میں تیزی سے اضافے کے ساتھ ہی آئی بی کی خرید و فروخت کی محدود منڈی نے خط یا فٹ کے طویل سرے کو کمزور کیا ہے۔

● کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض گیری کی مقدار نے ان کی بیلنس شیٹ پر بہت اثر ڈالا ہے۔ آخر م س 13ء تک وفاقی حکومت کے تسکات میں کمرشل بینکوں کی سرمایہ کاری 37 کھرب روپے تک پہنچ گئی جبکہ آخر م س 11ء میں 20 کھرب روپے (واجب الادا) تھی، گو باقی دو برسوں میں 84.5 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی مدت میں بینکوں کے واجب الادا قرضے صرف 10.1 فیصد بڑھے اور 36 کھرب روپے ہو گئے (باب 4)۔ اس کے نتیجے میں کمرشل بینکوں کی بیلنس شیٹ کی بہت ترکیبی میں تبدیلی سے ظاہر ہے کہ بحیثیت مجموعی اب حکومتی تسکات ان کے مجموعی اثاثوں کا 37.2 فیصد ہیں جبکہ م س 11ء کے آخر میں صرف 26.5 فیصد تھے۔ اگرچہ حکومتی تسکات کے لیے بینکوں کے اکتشاف میں اس اضافے سے انہیں اپنی مالی صحت کو بہتر بنانے کا موقع ملا ہے (حکومتی تسکات میں نادر ہندگی کا خطرہ صفر ہوتا ہے) لیکن اس سے نہ صرف نجی شعبہ پیچھے رہ گیا ہے بلکہ مالی استحکام کو نظمی خطرات بھی لاحق ہو گئے ہیں، گو کہ ان کا امکان کم ہے۔<sup>8</sup>

## زری پالیسی

29- جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا عمومی گرانٹی میں بڑی کمی سے م س 13ء کے دوران اسٹیٹ بینک کو پالیسی ریٹ کم کر کے سرمایہ کاری اور نمو کو تقویت دینے کا موقع ملا۔ زری مجموعوں کے حوالے سے حکومتی قرض گیری کا غلبہ رہا۔ مرکزی بینک کی مالکاری زربنیاد میں 15.8 فیصد اضافے کا سبب بنی (مرکزی بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 66.3 فیصد کی کمی کے باوجود ایسا ہوا)۔ نتیجتاً اب 87.3 فیصد زربنیاد کو ٹریڈری بلز کا سہارا حاصل ہے جبکہ م س 12ء کے آخر میں یہ شرح 77.9 فیصد تھی۔ اس رجحان کے تحت زرو سبج (زر) کی رسد میں نمو پر بھی حکومت چھانی رہی اور سرکاری شعبے کی قرض گیری میں دوران سال 15 کھرب روپے کا اضافہ ہوا۔ اس کا موازنہ غیر سرکاری شعبے کو دیے گئے قرضے سے کیا جاسکتا ہے جس میں صرف 11.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ بینکاری شعبے کی اس صورت حال نے سال بھر منڈی کی سیالیت کو داؤد میں رکھا۔ بازار مبادلہ اور زر مبادلہ دونوں کو ہموار طور پر چلنے (اور زری پالیسی کے فیصلوں کی خردہ شرح سود تک ترسیل) میں مدد دینے کے لیے اسٹیٹ بینک کی کوششوں کے ضمن میں بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کے بھاری

17 میں تمام نجی شعبے کو قرض، اجناسی مالکاری، غیر بینک مالی اداروں کو قرض اور پی ایس ایز کو قرضے شامل ہیں۔ یہ اعداد و شمار کمرشل بینکوں کی مجموعی بیلنس شیٹوں سے لیے گئے ہیں اور ضروری نہیں کہ زری سروے کے اعداد و شمار سے مطابقت رکھتے ہوں۔

8 مثال کے طور پر اگر ملک کو بھاری بیرونی قوم (مثلاً دو طرفہ، کثیر فریقی یا بیرونی سرمایہ کاری) وصول ہو جاتی ہے جس سے حکومت کی کمرشل بینک سے قرض گیری بہت کم ہو جائے تو اس سے نہ صرف منڈی کی شرح سود گھٹے گی بلکہ بینک نجی شعبے کو قرض دینے کی طرف بھی مائل ہو سکتے ہیں جیسا کہ 2003-04ء میں دیکھا گیا۔

## معاشی صورت حال

جدول 1.3: توازن ادائیگی کا خلاصہ					
ارب ڈالر					
م 13ء	م 12ء	م 11ء	م 10ء	م 09ء	
-2.5	-4.7	0.2	-3.9	-9.3	جاری کھاتے کا توازن
0.3	0.2	0.2	0.2	0.5	سرمایہ کھاتے (خالص)
0.3	1.3	2.1	5.1	5.6	مالی کھاتے (خالص)
-2.0	-3.3	2.5	1.3	-3.1	مجموعی توازن
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

ادخالات کی ضرورت پڑی۔ نتیجتاً م 13ء میں بازار زر کے اوسط سودوں کا حجم گزشتہ سال کے مقابلے میں دگنے سے بھی زیادہ ہو گیا (باب 4)۔

30- گنجائشی زری پالیسی اور منڈی میں بکفایت سیالیت کو یقینی بنانے کی اسٹیٹ بینک کی کوششوں کے باوجود م 13ء میں نجی شعبے کے قرضے میں 19 ارب روپے کی خالص کمی آئی حالانکہ م 12ء میں 235.2 ارب روپے کا خالص اضافہ ہوا تھا۔ تاہم اس بڑی تبدیلی کا بڑا سبب میوچل فنڈ سرمایہ کاریوں پر ٹیکس ترغیبات اور جون 2013ء میں گردش قرضے کا تصفیہ تھا۔ نجی کاروبار کو فراہم کردہ قرضوں میں ایشیا سازی کے شعبے کو دیے گئے قرضے دوران سال 58.9 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م 12ء میں یہ رقم 4.5 ارب روپے تھی۔ مزید برآں، سال کے دوران برآمدات بڑھنے کے ساتھ تجارتی مالکاری میں بھی اضافہ ہوا۔

### بیرونی شعبہ

31- پاکستان کی برآمدات م 13ء میں 3.5 فیصد بڑھ گئیں (پی بی ایس کے اعداد و شمار کے مطابق) جبکہ پچھلے سال 4.8 فیصد کی منفی نمو ہوئی تھی (باب 7)۔ ہماری دانست میں اس کی بڑی وجہ بعض ایشیا (خصوصاً ٹیکسٹائل) کی یورپی یونین کی منڈی تک ڈیوٹی فری رسائی، اور چین اور ہانگ کانگ کے سوتی دھاگے اور کپڑے کی طلب میں اضافہ تھا۔ اس کے ساتھ تقریباً منجمد درآمدی بل نے تجارتی خسارہ کم کرنے میں مدد دی۔ دوران سال خدمات کے کھاتے میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم (1.8 ارب ڈالر) کی بنا پر نمایاں بہتری آئی۔ تاہم توازن ادائیگی کے حوالے سے اصل مثبت پہلو کارکنوں کی ترسیلات تھیں جو زرمبادلہ کی آمد کی اہم ترین وسیلہ بن گئی ہیں۔ مطلق لحاظ سے کارکنوں کی ترسیلات م 13ء میں 13.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جس سے ملک کے درآمدی بل کا ایک تہائی پورا ہوا۔ م 13ء کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کی آمد اور ترسیلات میں اضافے سے جاری حساب کا خسارہ گھٹ کر 2.5 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ گزشتہ برس 4.7 ارب ڈالر تھا (جدول 1.3)۔

جدول 1.4: اہم معاشی اہداف اور تخمینے			
م 14ء		م 13ء	
اٹھٹھ بینک کا تخمینہ	ہدف		
فیصد نمو			
4.1	4.4	3.6	
حقیقی جی ڈی پی			
11.0	12.0	7.4	
صارف اشاریہ قیمت			
14.0	15.0	15.9	
ارب ڈالر			
ترسیلات زر			
14.0	15.0	13.9	
برآمدات (ایف او بی)			
26.0	26.5	24.8	
درآمدات (ایف او بی)			
41.5	42.5	40.2	
فیصد جی ڈی پی			
6.0	7.0	8.0	
مالیاتی خسارہ			
0.5	1.0	1.3	
جاری کھاتے کا خسارہ			
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

32- بیرونی شعبے میں اس بہتری کے باوجود جاری کھاتے کے پست تر خسارے کی مالکاری زوال پذیر آمد قوم کے باعث بڑا مسئلہ ثابت ہوئی۔ اگرچہ م 13ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ کر 1.3 ارب ڈالر ہو گئی (جو پچھلے سال 0.7 ارب ڈالر تھی) تاہم دوران سال دیگر قوم کی آمد میں بھاری کمی کی تلافی نہ ہو سکی۔ خالص آمد قوم کا زوال پذیر رجحان جو پچھلے تین برسوں میں دیکھا گیا، بیرونی شعبے کی زدی پذیری بڑھانے کا باعث بنا ہے۔ اس کا براہ راست نتیجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر نہ صرف جاری کھاتے کا خسارہ پورا کرنے کے لیے بلکہ عالمی مالی اداروں (خصوصاً آئی ایم ایف) کو اقساط کی ادائیگی میں بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے ملک کے زر مبادلہ کے ذخائر آخر جون 2013ء تک گھٹ کر 14.3 ہفتوں کی درآمدات کا احاطہ کرنے کے قابل ہیں، جو عالمی معیار کے لحاظ سے اب بھی کافی ہے۔

### 1.3 مالی سال 14ء کے امکانات

33- مالی سال 14ء کے سالانہ منصوبے میں جی ڈی پی نمو کا ہدف 4.4 فیصد رکھا گیا ہے۔ اس کی بنیاد یہ مفروضہ ہے کہ توانائی کی فراہمی بہتر ہوگی، موسمی حالات زراعت کو متاثر نہیں کریں گے اور مئی 2013ء میں ہموار سیاسی تبدیلی کے نتیجے میں جنم لینے والے مثبت احساسات م 14ء میں بھی قائم رہیں گے۔ گردش قرضے کی ادائیگی سے اس سال (م 14ء) کے لیے توانائی کی دستیابی بہتر معلوم ہوتی ہے تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ جی ڈی پی نمو ہدف سے نیچے رہے گی (جدول 1.4)۔

34- رسدی حوالے سے امید ہے کہ بڑے پیمانے کی ایشیا سازی کی بحالی میں معاونت کرنے والے عوامل م س 14ء میں صنعتی نموکو سہارا دینے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ علاوہ ازیں تھری جی خدمات کے متوقع آغاز سے ٹیلی موصلات خدمات میں قدر اضافی بڑھنے کا امکان ہے۔ تاہم زراعت کی نمو 3.8 فیصد کے ہدف سے کم رہنے کی توقع ہے کیونکہ حالیہ بارشوں سے پنجاب میں چاول اور کپاس کی آئندہ فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ مزید یہ کہ ہم یہ توقع نہیں کرتے کہ چھوٹی فصلیں اتنی ہی بھر پور ہوں گی جیسی م س 13ء میں ہوئی تھیں جب 6.7 فیصد کی مضبوط نمو دیکھی گئی تھی۔ بحیثیت مجموعی اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی کے مطابق م س 14ء میں 3.0 سے 4.0 فیصد کی حدود میں نمو ہوگی جو آئی ایم ایف کی نموکو پیش گوئی 2.5 تا 3 فیصد سے زیادہ ہے۔

35- ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ توانائی کی زراعت کے بتدریج خاتمے اور ٹیکس وصولی میں اضافے کے ذریعے مالیاتی سگڑاؤ کی سطح سے نمو کے تخمینوں میں اختلاف کی تشریح ہوتی ہے۔ م س 14ء کے بجٹ میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 6.3 فیصد کے مساوی مقرر کیا گیا ہے جس میں یہ فرض کیا گیا ہے: (1) تھری جی لائسنسوں کے تحت 120 ارب روپے آئیں گے، (2) ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں 27.8 فیصد نمو ہوگی، (3) زراعت میں 127.1 ارب روپے کی کمی ہوگی (اور یہ 240.4 ارب روپے رہ جائے گی جبکہ م س 13ء میں یہ رقم 367.5 ارب روپے تھی)، اور (4) 23.1 ارب روپے کا مجموعی صوبائی فاضل ہوگا۔ حکومت بجلی کی زراعت میں بھاری کمی کرنے کے لیے پر عزم معلوم ہوتی ہے تاہم ایف بی آر کے محاصل کا ہدف اتنا معتبر نہیں لگتا۔ پست نمو اور درآمدات میں سست رفتاری کی بنا پر آئندہ ایف بی آر کا کام مزید مشکل ہونے کا امکان ہے۔ مزید یہ کہ صوبائی فاضل کے حصول کا امکان بھی مشکوک لگتا ہے کیونکہ رواں مالی سال میں صرف بلوچستان نے اپنی بجٹ دستاویزات میں بجٹ فاضل دکھایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفاقی حکومت اور صوبوں کے درمیان رابطہ بہتر بنانے کی ضرورت ہے خصوصاً بجٹ سازی کے عمل کے دوران۔

36- مالیاتی حوالے سے اس سال سودی ادائیگیوں کا کچھ دباؤ متوقع ہے جس کا سبب م س 13ء کے دوران قلیل مدتی ملکی قرضے میں بھاری اضافہ ہے۔ اسٹیٹ بینک کے تخمینوں کے مطابق صرف م س 13ء میں جاری کردہ ٹی بلز اور پی آئی بیز پر ادائیگیاں م س 14ء میں سودی ادائیگیوں کو 277.5 ارب روپے بڑھا دیں گی جو م س 13ء کے دوران ملکی قرضے پر ہونے والے تمام سودی خرچ کا تقریباً ایک تہائی ہے۔

37- جہاں تک گرانی کا تعلق ہے حکومت نے م س 13ء میں عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں تیزی سے کمی سے حوصلہ پاکرم س 14ء کے لیے گرانی کا 8 فیصد ہدف مقرر کیا ہے۔ تاہم حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو گرانی 10.5 سے 11.5 فیصد کے درمیان رہے گی جس کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں: (1) بجلی کے نرخوں میں حالیہ اضافہ (اور جنوری 2014ء میں گیس کے نرخوں میں متوقع اضافہ)، (2) پاکستانی روپے کی کمزوری اور اس کے نتیجے میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا بڑھنا، (3) جی ایس ٹی کی شرح کو بڑھا کر 16 سے 17 فیصد کیا جانا، (4) اس موسم میں کپاس کی ہدف سے کم پیداوار اور (5) ملک میں گندم کے کم ذخائر۔

38- جیسا کہ باب 4 میں کہا گیا، پاکستانی روپے کی کمزوری اور پٹرولیم کی خوردہ قیمتوں میں اضافے کا گرانی کی توقعات پر بہت اثر مرتب ہوگا جو خوردہ سطح پر تعین نرخ کے رویے میں منعکس ہوگا۔ چنانچہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی کی صورت حال گرانی کی توقعات اور دوران سال واقعات کے لیے نیک نکلون نہیں۔

39- جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے، آئی ایم ایف سے تین سالہ توسیعی فنڈ سہولت (6.64 ارب ڈالر) کی منظوری اور دیگر بین الاقوامی مالی اداروں سے متوقع رقم کی آمد سے م س 14ء کے دوران ملکی بازار مبادلہ میں استحکام آنا چاہیے۔<sup>9</sup> تاہم تفصیلی لیٹر آف انٹینٹ میں عارضی طور پر ستمبر 2013ء کے اواخر میں بازار مبادلہ میں ہجھان پیدا کیا اور پاکستانی روپے پر کچھ شے بازانہ دباؤ پڑا۔ مزید یہ کہ بازار خطرے کے کئی عوامل پر توجہ مرکوز کر رہی ہے جیسے: (1) م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ سالانہ ہدف کے مطابق نہیں، (2) تیل کی عالمی قیمتیں (برینٹ) آخر نومبر 2013ء تک 4.8 فیصد بڑھ چکی ہیں، (3) عالمی معاشی سست رفتاری اور ملک کے اندر توانائی کی قلت کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ برآمدات اچھی کارکردگی نہ دکھاسکیں، (4) اگر آئندہ روپے میں اتار چڑھاؤ کے ادوار آتے رہے تو ترسیلات زرم تاثر ہو سکتی ہیں، (5) اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم ضروری نہیں کہ اتنی زیادہ ہو جتنی م س 13ء میں تھی، اور (6) م س 14ء کی دوسری ششماہی میں بوجھ کے بغیر زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کے سہ ماہی اہداف مشکل معلوم ہوتے ہیں۔

<sup>9</sup> پاکستان آخر نومبر 2013ء تک آئی ایم ایف سے پہلے ہی 1.1 ارب ڈالر وصول کر چکا ہے۔



40- بہر حال ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نقطہ نظر درست نہیں کیونکہ اس میں مندرجہ ذیل عوامل کا لحاظ نہیں رکھا گیا: (الف) دیگر بین الاقوامی مالی اداروں (عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک) سے رقوم قدرے تعطل کے بعد آتی ہیں اور ساختی اصلاحات بیرونی سرمایہ کاری کو راغب کر سکتی ہیں، (ب) سال کے دوران ریاستی بانڈ کے اجرا کا خاصا امکان ہے، (ج) اگرچہ تھری جی لائنوں اور اتصالات کی رقوم کے حوالے سے منڈی میں کچھ ٹکان کے آثار ہیں تاہم ان رقوم سے بیرونی شعبے کا فرق خاصا کم ہوگا، (د) بعد میں آئی ایم ایف پروگرام کے تحت سہ ماہی اہداف پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے، (ہ) حکومت نے ایک تفصیلی بے سرمایہ کاری اور نجکاری فہرست تیار کی ہے، اور (و) 2014ء میں افغانستان سے نیٹو افواج کے انخلا کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ توقع سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔

41- بیرونی شعبے میں توقعات سے نمٹنا پالیسی سازوں کے لیے مشکل رہے گا تاہم حکومت کو مالیاتی اصلاحات کو آگے بڑھانا چاہیے۔ مساویانہ انداز میں محاصل کی وصولی میں اضافے اور وفاقی حکومت پر زراعت کا بوجھ کم کرنے کی خاطر گھٹائے میں جانے والے سرکاری کاروباری اداروں کی تشکیل نو کے لیے مربوط کوشش کی جانی چاہیے۔ تب ہی ملکی سرمایہ کاروں کو ملک کو نمونہ کی راہ پر چلانے کے لیے، جس کی بے پناہ ضرورت ہے، مستحکم بنیاد ملے گی۔